سوال

(296) نماز جنازہ میں سلام کیسے پھیریں

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرنا چاہیے یا صرف ایک طرف؟ (ابوثاقب محمد صفدر حضروی)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سنن نسائی (الصغریٰ 4/75ح 1991 ترقیم التعلیقات السلفیہ) میں سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"السنة فی الصلاة علی الجنازة أن یقرأ فی التکبیرة الأولی بأم القرآن مخافتة، ثم یکبر ثلاثا، والتسلیم عند الآخرة"

نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ پہلی تکبیر میں سورہ فاتحہ سراً (خفیہ) پڑھے پھر تین تکبیریں کہے اور آخر میں سلام پھیر دے۔ یہ روایت صحیح ہے اور امام نسائی کی السنن الکبریٰ (ج1ص644ح2116) میں بھی موجود ہے۔ اسے ابن الملقن نے تحفة المحتاج (ح788) اور حافظ ابن حجر رحمة اللہ علیہ نے فتح الباری (3/204-203ح1335) میں صحیح کہا ہے۔

مصنف عبدالرزاق (ج3ص489، 4ح6428) اور منتقی ابن الجارود (ح540 واللفظ لہ) میں سیدنا ابوامامہ بن سہل بن حنیف (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے اسی روایت میں آیا ہے کہ:

"السنة فی الصلاة علی الجنائز أن تکبر، ثم تقرأ بأم القرآن، ثم تصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ثم تخلص الدعاء للمیت ولا تقرأ إلا فی التکبیرة الأولی ثم تسلم فی نفسه عن یمینه"

نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ تو تکبیر کہے پھر سورة فاتحہ پڑھے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، پھر خالصتاً میت کے لیے دعا کرے۔ اور (فاتحہ کی) قرآءت صرف پہلی تکبیر میں ہی کرے پھر اپنی دائیں طرف خفیہ سلام پھیر دے۔

اس روایت کی سند صحیح ہے۔ امام ابن شہاب الزہری نے سماع کی تصریح کردی ہے۔ ابوامامہ اسعد بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ صغار صحابہ میں سے تھے، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا مگر سنا کچھ نہیں۔ (دیکھئے تقریب التہذیب ص39، واسد الغابة فی معرفة الصحابة 1/27 تجرید اسماء الصحابة ج1ص10 للذہبی

اورالاصابۃفی تمییزالصحابۃلابن حجرج1ص97القسم الثانی)

صحابی صغیر ہویا کبیر اہل سنت کے راجح مسلک میں صحابہ کی مراسیل بھی صحیح و مقبول ہوتی ہیں۔ دیکھئے اختصار علوم الحدیث ابن کثیر(ص58طبع دار السلام)تیسیر مصطلح الحدیث (ص74)اورعام کتب اصول حدیث۔

محمدعبیداللہ الاسعدی(دیوبندی)نے لکھا ہے کہ:

"مرسل صحابی:جمہور کے نزدیک مقبول ولائق احتجاج ہے"الخ"(علوم الحدیث ص137بہ نظرثانی وتفریظ:حبیب الرحمٰن اعظمی دیوبندی)

امام ابن الجارودالنیسابوری رحمۃاللہ علیہ(متوفی307ھ)نے منتقی ابن الجارودمیں اسے روایت کرکے صحیح قراردیا ہے۔

ایک روایت کے بارے میں اشرف علی تھانوی نے کہا:

(ابن الجارودنے منتقیٰ میں یہ حدیث روایت کی لہٰذا یہ ان کے نزدیک صحیح ہے۔الخ)(بوادرالنوادرص135)

ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث رجال(یا رجل)من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔(الاوسط لابن المنذرج5ص446،اثر6187،السنن الکبریٰ للبیہقی ج4ص40ومعانی الآثار للطحاوی1/500،المستدرک للحاکم 1/360)

اسے حاکم اورذہبی دونوں نے صحیح کہا ہے۔

صحابی اگر"من السنۃ"(سنت میں سے ہے)یااس جیسے الفاظ کہے تو یہ مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے۔دیکھئے تیسیر مصطلح الحدیث(ص132)اورعام کتب اصول الحدیث۔

ظفراحمد تھانوی دیوبندی نے بھی محدثین(وعلماء)کے نزدیک"السنۃ"کو مرفوع حدیث کے درجہ میں داخل کیا ہے۔

دیکھئے قوعدفی علوم الحدیث(ص126)اوراعلاءالسنن(ج19ص126)

مختصر یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح بھی ہے اور مرفوع بھی ہے۔اس حدیث سے امام ابوبکر محمد بن ابراہیم بن المنذرالنیسابوری رحمۃاللہ علیہ(متوفی318ھ)وغیرہ نے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے۔کہ نمازجنازہ میں صرف دائیں طرف سلام پھیرنا چاہیے دیکھئے الاوسط(ج5ص448)

اس استدلال کی تائیداس سے بھی ہوتی ہے کہ ابن ابی شیبہ رحمۃاللہ علیہ نے کہا:

"عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلَّى عَلَى الْجِنَازَةِ رَفَعَ يَدَيْهِ فَكَبَّرَ, فَإِذَا فَرَغَ سَلَّمَ عَلَى يَمِينِهِ وَاحِدَةً"

(المصنف ج3ص307ح11491)

یعنی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نمازجنازہ پڑھتے تو رفع یدین کرتے پھر تکبیر کہتے،پھرجب(نمازسے)فارغ ہوتے تو اپنی دائیں طرف ایک سلام پھیرتے تھے(اس کی سند بالکل صحیح ہے)یہ سلام دائیں طرف پھیرنا چاہیے)

امام ابوحنیفہ کے استادامام مکحول الشامی رحمۃاللہ علیہ(تابعی)نمازجنازہ میں اپنی دائیں طرف ایک سلام پھیرا تھا۔(مصنف ابن ابی شیبہ 3ج۔ص308،ح11506،،وسندہ صحیح)

ابراہیم بن یزید النخعی بھی نماز جنازہ میں ایک طرف (دائیں طرف) ایک سلام پھیرنے کے قائل تھے۔

(مصنف عبدالرزاق ج3ص493ح6445، ابن ابی شیبہ ج3ص307ح11496وسندہ صحیح)

اس کی سند صحیح ہے۔

امام عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص جنازے میں دو سلام پھیرتا ہے وہ جاہل ہے۔ جاہل ہے۔ (مسائل ابی داؤد ص154، وسندہ صحیح)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں صرف ایک اسلام اور دائیں طرف ہی پھیرنا چاہیے۔ یہی قول اکثر اہل علم کا ہے اور عبدالرحمٰن بن مہدی، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ واسحاق بن راہویہ وغیرہم سے مروی ہے۔ دیکھئے الوسط (ج5ص447)

حرمین (مکہ ومدینہ) میں اسی پر عمل ہو رہا ہے والحمد اللہ۔

جو لوگ دونوں طرف سلام پھیرنے کے قائل ہیں ان کے دلائل کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے۔

"وعن ابن أبي أوفى: «أنه كبر أربعا، ثم سلم عن يمينه، وعن شماله"

(السنن الکبری للبیہقی ج4ص43)

اس روایت کی سند تین علتوں کی وجہ سے ضعیف ہے۔

1۔ اس کا راوی ابراہیم بن مسلم الہجری ضعیف ہے اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔

دیکھئے تحفۃ الاقویاء فی تحقیق کتاب الضعفاء للبخاری بتحقیقی (ترجمہ: 10)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"لین الحدیث رفع موقوفات" (تقریب التہذیب ص27)

یعنی وہ روایت حدیث میں کمزور تھا۔ اس نے موقوف روایات کو مرفوع بیان کر دیا تھا۔

2۔ شریک بن عبداللہ القاضی کو امام دار قطنی وغیرہ نے مدلس قرار دیا ہے۔

(طبقات المدلسین لابن حجر 56 المرتبۃ الثانیہ)

اگرچہ شریک رحمۃ اللہ علیہ تدلیس سے برات کا علان کرتے تھے اور "آپ کی تدلیس زیادہ نہیں ہے" (دیکھئے التبین الاسماء المدلسین لابن العجمی ص33ت33)

لیکن عین ممکن ہے کہ تدلیس التسویہ سے برات کا اعلان کرتے تھے۔ رہا مسئلہ کم یا زیادہ تدلیس کا تو اس بارے میں راجح یہی ہے کہ جو شخص ساری زندگی میں صرف ایک مرتبہ بھی تدلیس کرے اس کی عن والی منفرد روایت غیر مقبول ہوتی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"من عرفناہ دلس مرۃ فقد أبان لنا عورتہ"

ہم نے جسے ایک دفعہ تدلیس کرتے ہوئے جان لیا تو اس کی حیثیت ہمارے سامنے واضح ہوگئی۔ (الرسالۃ ص379 رقم 1033)

اور فرمایا:

"لا نقبل من مدلس حدیثا حتی یقول فیہ؛ حدثنی: او سمعت"

ہم نے کہا: ہم کسی مدلس سے کوئی حدیث قبول نہیں کرتے الایہ کہ وہ سماع کی تصریح کرے۔ (ایضاً ص380 رقم 1035)

نیز دیکھئے علوم الحدیث لا بن الصلاح (ص99 نوع 12)

3۔ ابراہیم بن مسلم الھجری سے یہ روایت شاگردوں کی ایک جماعت نے بیان کی ہے مگر کسی روایت میں دونوں طرف سلام پھیرنے کا ذکر نہیں۔

دیکھئے مسند احمد (4،356،383) سنن ابن ماجہ (1503،1592) مسند الحمیدی بتحقیقی (718) معانی الآثار للطحاوی (1/495) المستدرک للحاکم (360)

خود شریک القاضی سے ابو نعیم نے بغیر تسلیمتین کے روایت بیان کی ہے۔

معانی الآثار للطحاوی طبع مکہ مکرمہ (ج1ص495) وطبع کراچی پاکستان (ج1ص332)

مختصر یہ کہ یہ روایت کئی علتوں کی وجہ سے ناقابل حجت ہے۔ اسے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ضعیف قرار دیا ہے۔ (احکام الجنائز ص128)

تنبیہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اتحاف المہرۃ (ج2ص508ح6896) میں بحوالہ طحاوی بجائے شریک کے "اسرائیل" نقل کیا ہے واللہ اعلم)

2۔ "بحدیث ابن مسعود: (ثَلَاثُ خِلَالٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَفْعَلُهُنَّ تَرَكَهُنَّ النَّاسُ، إِحْدَاهُنَّ: التَّسْلِيمُ عَلَى الْجَنَازَةِ مِثْلَ التَّسْلِيمِ فِي الصَّلَاةِ"

(السنن الکبری للبیہقی ج4ص43، والمعجم الکبیر للطبرانی ج10، ص100، ح10022)

اسے حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "رجالہ ثقات" مجمع الزوائد (3/34)

حافظ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے "اسنادہ جید" کہا۔ (المجموع شرح المہذب 5/239)

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ (احکام الجنائز ص127 فقرہ 830)

یہ روایت بھی تین وجہ سے ضعیف ہے۔

1۔ حماد بن ابی سلیمان آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہوگئے تھے۔ (دیکھئے الطبقات الکبری لا بن سعد ج2ص333)

اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ زید بن ابی انیسہ کا سماع حماد کے اختلاط سے پہلے کا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ بذات خود لکھتے ہیں کہ :

"ولا یقبل من حدیث حماد إلا ما رواہ عنہ القدماء شعبۃ وسفیان الثوری والدستوائی ومن عدا ہؤلاء رووا عنہ بعد الاختلاط"

"حماد کی صرف وہی روایت مقبول ہے جو اس سے قدیم شاگردوں : شعبہ سفیان الثوری اور (ہشام) اور الدستوائی نے بیان کی ہے۔ ان (تینوں) کے علاوہ سب لوگوں نے اس کے اختلاط کے بعد ہی روایت کی ہے۔ مجمع الزوائد (1/119۔120)

2۔ حماد بن ابی سلیمان مدلس تھے۔ (طبقات المدلسین 45، المرتبۃ الثانیہ)

اور یہ روایت معنعن ہے۔

3۔ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ بھی مدلس تھے۔

(ایضاً: 35 المرتبۃ الثانیہ ابکار المنن فی تنقید آثار السنن للشیخ عبدالرحمن المبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ ص 214)

اور یہ روایت معنعن ہے۔

میری تحقیق میں کسی ایک صحابی یا تابعی سے (سوائے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ) باسند صحیح یا حسن نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرنا ثابت نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ نماز جنازہ میں صرف دائیں طرف سلام پھیرنا ہی راجح ہے۔

نماز جنازہ میں قراءت خفیہ (سراً) بھی صحیح ہے اور جہراً بھی۔

دیکھئے سنن النسائی) ج4 ص 74،75 ح 9189) و"جہر" منتقیٰ ابن الجارود (ح 537)

ابن الجارود کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام جہراً پڑھے گا اور مقتدی سراً (ح 536) (شہادت، اپریل تا جون 2002ء)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ

جلد 1۔ کتاب الجنائز۔ صفحہ 539

محدث فتویٰ